M.A ISLAMIC STUDIES SEMISTER (1)PAPER MIS(104)

TOPIC:ORIGEN AND DEVOLOPMENT OF ILM E KALAM

DATE ;07/06/2021

عنوان: علم کلام کا عروج وارتقا ہندوستان میں

ضروری نکات

☆علم الکلام کے کئی نام ہیں مثلاً علم "اصول الدین" کہا جاتا ہے اس لے کہ علوم شرعیہ کا اصل ہے اور بنیاد کا کام دیتا ہے علم النظر والاستدلال، علم الذات والصفات بھی ہے امام اعظم نے علم الفقہ الاکبر رکھا ہے

☆تفتازانی نے کہا ہے کہ علم کی نے عملیات کو علم الشرائع والاحکام اور علم عقائد کو علم الذات والصفات کہا ہے

☆ملاعلی قاری نے علم التوحید کو اشرف العلوم کہا ہے بشرطیکہ وہ صرف علوم عقلیہ پر مشتمل نہ ہو بلکہ سنت وشریعت پر مشتمل ہو

☆بعض نے اسے حرام وبدعت کہا ہے

☆بعض نے فرض کفایہ کہا ہے یا فرض عین ہے کہ اس لئے کہ توحید خداوندی اور دین کی مدافعت کا نام ہے

☆امام غزالی نے کہا ہے کہ اس میں مضرت بھی ہے اور فائدہ بھی ہے۔ مخالفین اومؤیدین کی تفصیل شرح فقہ الاکبر میں ہے

☆علم الکلام کے مخالفین اور مؤیدین کیوں پائے جاتے ہیں جواب شبلی نے دیا ہے کہ قرون اولی میں علما یک فنی ہوتے تھے مثلا محدث ہیں تو فلسفی نہیں وغیرہ اور فلسفہ ان کی نظر میں شجر ممنوعہ تھا جب کہ علم کلام میں بیسیوں اصطلاح فلسفہ کے ہیں اس لئے وہ کہتے تھے کہ جب کسی سے جوہر اور مادے کا ذکر سنو تو سمجھ لو کہ وہ گمراہ ہے

☆علم کلام کی ابتدا اس لئے ہوئی کہ عہد رسالت کے مسلمان نے اللہ تعالی کے بارے میں براہ راست حضور سے جانا اس وقت دوسرے لوگوں سے اختلاط بھی نہیں تھا مگر بعد میں اختلاط اور فرقے بھی بنے اس لئے اس کی ضرورت پیش آئی یہی وجہ ہے کہ فرقوں کے بننے کے باوجود مختلف مذاہب سے ٹکراو کے باوجود اکثریت کو ایک عقیدے کا پابند اور جماعت کا کام علم کلام نے کیا تین محاذ پر اس نے دین حق کو ثابت رکھا (۱) داخلی: یہ مسلمانوں کے اندر کا شکوک وشبہات تھے فرقوں کا نظریہ تھ (۲) خارجی: دیگر مذاہب کے شکوک واعتراضات تھے جسے تقابل ادیان کہا گیا (۳) علمی محاذ: یونانی اور مغربی فلسفہ سے پیدا شدہ اعتراضات تھے جسے علمی محاذ کا نام دیا گیا

☆بقول احمد امین مصنف (ضحیٰ الاسلام) عہد عباسی کی ایجاد ہے اور پہلے معتزلہ نے یہ نام دیا ہے اس سے پہلے اس سے پہلے عقائد کے لئے علم "الفقہ فی الدین" کی اصطلاح رائج تھی مامون کے زمانے میں یہ نام پڑا

☆علم کلام کے مباحث کا وجود ہوا سیاسی نزاعات، آیات متشبہات اور یونانی معقولات کی بنا پر

برصغیر میں علم کلام کی ابتدا

برصغیر کے علما کا دینی علوم میں انہماک ہمیشہ سے رہا ہے تفسیر، حدیث اور دیگر علوم کی طرح یہاں کے علمانے علم کلام پر بھی خامہ فرسائی کی جس سے اس علاقے کے اثارت وعقائد سے واقفیت ہوتی ہے اور یہ کتابیں اتنی اہم ہے کہ عالم اسلام پر بھی اس کے اثارات محسوس کیئے جا سکتے ہیں اسلامی دنیا میں ان کے نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے بالخصوص اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے سلسلے میں سب سے اہم نام شاہ ولی اللہ دہلوی کا ہے مگر علم کلام کے سلسلے میں کچھ نام ان سے پہلے بھی پائے جاتے ہیں ڈاکٹر زبید احمد نے یک ہندوستانی اور خلجی دور کے عالم شیخ صفی الدین متوفی ۷۱۵ھ کا نام ذکر کیا ہے جنہوں نے ہندوستان میں علم حاصل کرنے کے بعد مصر چلے گئے اور علم فقہ وکلام میں زبردست ملکہ حاصل کیا ان کی متعدد تصانیف ہیں

☆علم کلام اور منطق وفلسفہ ہندوستانی علما کی توجہ کا مرکز رہے ہیں انہوں نے اس علم کو شوق وذوق سے حاصل کیا سلطان محمد تغلق نے اپنے عہد کے مشہور عالم دین معین الدین عمرانی جو کہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں کو شیراز روانہ کیا تا کہ قاضی عضد الدین کو ہندوستان لے آئے اس زمانے میں قاضی صاحب المواقف لکھ رہے تھے اور ان کی خواہش تھی یہ کتاب ہندوستان میں لکھی جائے

☆مغل بادشاہ اکبر کا زمانہ عقائد واعمال کے لحاظ سے ایک قابل اصلاح زمانہ رہا ہے جس زمانے میں کفر وشرک کے باطل عقائد سے اہل اسلام کو محفوظ ومامون رکھنا علامئے اسلام کی ذمہ داری تھی اس لئے کہ اس زمانے میں نہ صرف عمل کی خرابی اپنے عروج پر تھی بلکہ دین الٰہی کی شاہی سرپرستی کی وجہ سے اسلام ہی زد پہ تھا اس کے تمام معتقدات پر زبردست حملے ہورہے تھے عقیدہ توحید کی جگہ شرک وکفر لے رہا تھا مبدا ومعاد کے خیالات پر بھی حملے تھے نماز وروزہ کے ساتھ آخرت کے عقائد بھی زد پہ تھے اس لئے ضروری تھا کہ اعمال کے ساتھ عقائد کے اصلاح کی ذمہ داری بھی کوئی صاحب عزیمت اٹھائے اس کام کی ذمہ داری حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے نبھائی اور اس زمانے کے باطل عقائد کی تردید بلیغ کیا انہوں نے غیر اسلامی عقائد اور بدعات وخرافات کے خلاف منظم اور زبردست تحریک چلائی اس تحریک کی وجہ سے بال عقائد کی دیواریں نہ صرف کمزور ہوگئی بلکہ آگے چل کر منہدم ہوگئی اور دین الٰہی کا فتنہ ختم ہوا

اس زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے کلامی مباحث اور عقائد اسلامیہ کی واضح حمایت ان کی کتابوں میں دیکھنے کو ملتی ہے خاص طور سے ان کے مکتوبات باطل عقائد سے خوب واقفیت دیتا ہے ''رسالہ مبدا ومعاد اور ''رسالہ اثبات النبوۃ'' ''رسالہ رد روافض'' اس سلسلے کی اہم کتاب ہے

ان کے زمانے میں شیعی نظریات کا بھی بول بالا تھا مجدد الف ثانی نے اس فرقے کے نظریات کی بھی بھرپور تردید کیا ہے ان کی رد شیعہ میں رسالہ کا ترجمہ عربی میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے کیا ہے جس کا نام ''المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقۃ السنیہ'' نام ہے